"عرب کا چاند" از لکشمن پرشاد کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Arab Ka Chand by Lakshman Parshād

Dr. Riffat Awais
Vice Principal, Government Associate College, Sangalhill.
riffatawais48@gmail.com
Hafsah Arif
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad:saharnoor8@gmail.com
Dr. Humayun Abbas Shams
Dean Faculty of Islamic and Oriental Lerning, Govt. College University Faisalabad: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

The life of the Prophet ﷺ has always been a topic of discussion due to its comprehensiveness. In every era, numerous scholars have highlighted various aspects of the Prophet's ﷺ life. Not only Muslim scholars, but also non-Muslim thinkers have described the Prophet's ﷺ life based on their scholarly and intellectual abilities. Some non-Muslim thinkers have criticized different aspects of the Prophet's ﷺ life but there have also been non-Muslim biographers (Seerat Nigār) who have acknowledged the prophethood of Muhammad ﷺ and have written about his life with great honesty and impartiality, free from religious bias. One such example is the Hindu author Swāmī Lakshman Parshād, who wrote "Arab Ka Chānd" (The Moon of Arabia), a unique and captivating biography of the Prophet Muhammad ﷺ. The author has written this book with great devotion and deep love for the Prophet ﷺ, which is clearly evident throughout his writing. This book is divided into two parts, where Lakshman Parshād has honestly described the life of the Prophet ﷺ under 40 topics. The author has used both historical and literary styles to describe the Prophet's ﷺ life, emphasizing that the Prophet ﷺ was the greatest reformer who brought light to the dark era of Arabia, and whose teachings are still needed in today's Indian society as well as which is plagued by moral decay. In this article, we have discussed the author's approach and style, as well as the sources utilized in writing this book.

Keywords: Seerah, Non-Muslim Seerat Nigār, Swāmī Lakshman Parshād, Arab Ka Chānd

"عرب کا چاند" حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ پر مشتمل ہندو نوجوان سوامی لکشمن پرشاد کی منفرد شاہکار تصنیف ہے۔اسے مصنف نے چھبیس سال کی عمر میں تحریر کیا۔ ۴۱۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور سے شائع ہوئی۔کتاب کا آغاز عرض ناشر سے ہوتا ہے۔اس کے بعد حکیم محمد عبداللہ نے سوامی لکشمن کا

تعارف پیش کیا ہے۔اس کے بعد بیس صفحات پر مشتمل ایک جامع مقدمہ ہے جس میں مصنف نے ہندوستان کے حالاتِ حاضرہ سے متعلق منظر کشی کی ہے نیز اپنے مسلمان دوست حکیم محمد عبداللہ سے ملاقات اور ان کی معاونت کا ذکر بھی کیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں تعصب سے بالاتر ہو کر عشقِ مصطفیٰ کے جذبہ سے سرشار ہو کر حیاتِ محمدی ﷺ کے تمام روشن پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔اس میں دورِ جاہلیت میں عرب کے حالات کا تذکرہ کرنے، نورِ محمدی ﷺ کے ظہور پذیر ہونے سے لے کر آپ ﷺ کے وصال تک کے تمام حالات و واقعات کو بیان کیا ہے۔ سوامی لکشمن نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے

پہلا حصہ مکی دور: جس میں آپ ﷺ کے آباء و اجداد کا مختصراً تعارف، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت، بعثت، نکاح مبارک، ہجرت حبشہ، بیعتِ عقبہ تک کے تمام حالات کو انتہائی جامع انداز سے بیان کیا ہے۔

دوسرا حصہ مدنی دور: اس میں ہجرتِ مدینہ، میثاقِ مدینہ، غزواتِ نبوی ﷺ، واقعہ افک، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حجۃ الوداع، وصال مبارک تک کے تمام حالات و واقعات کو جامع انداز سے بیان کیا ہے۔

مقصد تالیف:

مقصد تالیف کو بیان کرنے سے قبل مصنف کے شعائر اسلام سے انسیت سے متعلق ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے جس سے اس کتاب کے تصنیف کرنے کے مقصد کی نشاندہی ہو سکے گی، سوامی لکشمن نے اپنے مسلمان دوست کے نام جو خط لکھا اس میں یہ تحریر کیا کہ

> "جب میں مسجد کے سامنے سے گزرتا ہوں تو میری رفتار خود بخود سست پڑ جاتی ہے گویا کوئی میرا دامن پکڑ رہا ہو۔ میرے قدم وہیں رک جانا چاہتے ہیں گویا وہاں میری روح کے لیے تسکین کا سامان موجود ہوا۔ مجھ پر ایک بے خودی سی طاری ہونے لگتی ہے۔ گویا مسجد کے اندر سے کوئی میری روح کو پیام مستی دے رہا ہو۔ جب مؤذن کی زبان سے میں اللہ اکبر کا نعرہ سنتا ہوں تو میرے دل کی دنیا میں ایک ہنگامہ بپا ہو جاتا ہے۔ گویا کسی خاموش سمندر کو متلاطم کر دیا گیا ہو۔ جب نمازیوں کو میں خدائے

قدوس کے سامنے سر بسجود دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں میں ایک بیداری سی پیدا ہو جاتی ہے گویا میری روح کو متوحش خواب سے جھنجوڑ کر جگا دیا گیا ہو۔"[1]

مصنف نے اکیسویں صدی کے حالات کا عمیق نظری سے مشاہدہ کرنے کے بعد اُس وقت کے ہندوستان اور دورِ جاہلیت کے عرب کے حالات میں باہم مشابہت قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ اُس وقت بھی بت پرستی، نفس پرستی عام تھی اور آج کے ہندو معاشرے کا بھی یہی حال ہے۔ رشوت ستانی، سود، بے حیائی و عریانی کا راج تھا اور آج بھی معاشرہ ایسے اخلاق سوز حالات کا شکار ہے۔ اب کی ہندو عوام بھی اُس دور کی طرح اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہے۔ آج کا نوجوان طبقہ بھی بیہودہ مشاغل میں مصروف ہے۔ نیز آج کے نوجوان خیالی دنیا میں مشغول نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے خالق کے فرامین کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔[2]

ان تمام حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مصنف نے کتاب کے مقصد کو یوں بیان کیا ہے کہ میں نے دنیا کی ان عظیم المرتبت شخصیات کے حالات بابرکات کو صفحۂ قرطاس میں لانے کا عزم کیا کہ جنھوں نے دنیا کی تاریک شب میں علم و عرفان کی روشنی پھیلائی اور اپنے اصولوں کے آگے عیش و عشرت کو قربان کر دیا۔ ان جلیل القدر ہستیوں کے نام انگلیوں پر شمار کیے جاتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اسی قابلِ تعظیم ہستی کی حیاتِ مبارکہ کو قلم بند کرنے کا شرف حاصل کیا۔[3]

مزید مصنف نے لکھا کہ

> "موجودہ ہندوستان کے اخلاق سوز حالات اور جاہلیت کے عرب کے تہذیب سوز واقعات کا تطابق بھی اس امر کا محرک ہے کہ سب سے پہلے اس مصلحِ اعظم کی حیات طیبہ کے حالات قلم بند کیے جائیں۔ جس نے آج سے تیرہ سو

---

[1] ۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، س۔ن، ص ٦

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd*, (Lahore: Maktabah Ta'mir-i-Insaniyat,no year) p.6

[2] ۔ ایضاً، ص ١٢ تا ١٦، ٢٤

Ibid.Pp. 12-16 and 24

[3] ۔ ایضاً، ص ٢٢

Ibid. p.22

برس پیشتر عرب کے کفرستان میں نور وایمان کی ایسی روشنی پھیلانے میں محیر العقول کامیابی حاصل کی تھی جیسی روشنی کی آج کل کے ہندوستان کو اشد ضرورت ہے۔"[4]

منہج واسلوب:

کتاب "عرب کا چاند" میں مصنف سوامی لکشمن پرشاد نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو امہات کتب سیرت وتاریخ کے مطالعہ کے بعد تحریر کیا۔ چنانچہ اس کو بیان کرنے میں جس منہج کو اختیار کیا اس کا ذکر ذیل میں موجود ہے۔

1. خالص ادبی اندازِ بیاں:

کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مصنف نے اس کتاب میں انتہائی خالص ادبی منہج کو اختیار کیا ہے۔ نیز اس کتاب میں اردو، فارسی اور عربی زبانوں کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ ہر ایک جملہ کو بڑی خوبصورتی اور دلکش انداز سے ادا کیا ہے۔ مصنف نے اس میں اس قدر خالص اردو الفاظ کا چناؤ کیا ہے کہ بعض لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ کتاب کسی مسلمان سیرت نگار کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ حکیم محمد عبداللہ نے بھی بیان کیا کہ بعض لوگوں کے خیال میں یہ سوامی لکشمن کی تصنیف نہیں بلکہ کسی مسلمان کی ہے اور تجارتی غرض سے اس پر سوامی لکشمن کا فرضی یا اصلی نام لکھ دیا گیا ہے اور بعض نے تو اسے میری تصنیف قرار دیا ہے۔[5]

اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ

"اردو لکھنے کی صلاحیت اور خاص طور پر ادبی رنگ میں پیش کرنے کی اہلیت اہل ہنود میں کم پائی جاتی ہے۔ اس سے قبل بھی کئی ہندو اور سکھ مصنفین نے حیاتِ محمد ﷺ کو قلم بند کیا ہے لیکن ان کی کتب پر تعجب نہیں کیونکہ ان کی زبان سادہ اور انداز وہی تھا جو کسی غیر قوم کے افراد کا ہوتا ہے۔"[6]

---

[4] ۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۲۶

Swāmī Lakshman Prashād, *Arab Ka Chānd* ,p. 26

[5] ۔ ایضاً، ص ۱۴

Ibid. p. 14

[6] ۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۱۴

پس یہ کہنا بے جا نہ ہوگا یہ کتاب اپنے اندازِ بیاں کی ندرت کے اعتبار سے اردو ادب کا عظیم سرمایہ ہے۔

2. قرآنی آیات:

سوامی لکشمن پرشاد نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ہر ایک پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے چند ایک مقامات پر قرآنی آیات کے تراجم اور صرف ایک مقام پر قرآنی آیت نقل کی ہے۔ مثال کے طور پر مصنف نے پہلی وحی کے نزول کا واقعہ بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اس وقت حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ خدا نے اپنی حجت آپ ﷺ پر ختم فرمائی اور آپ ﷺ خاتم الانبیاہیں۔ میں خدا تعالیٰ کا فرشتہ جبرائیل ہوں آپ کے پاس وحی لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد سوامی لکشمن نے پہلی وحی کی آیات نقل کیں۔[7]

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ-خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ -اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ- الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ- عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ-[8]

بعض مقامات پر مصنف نے صرف آیات کے ترجم نقل کرنے پر اکتفا کیا، مثال کے طور پر جب وادی قبا میں مسجد قبا کی تعمیر کا واقعہ بیان کیا تو وہاں اللہ رب العزت کے فرمانِ عالی شان کو یوں نقل کیا:

"وہ مسجد جس کی بنیاد روزِ اول پرہیزگاری پر رکھی گئی اس بات کی زیادہ مستحق ہے
کہ تم اس میں نماز کے لیے کھڑے ہو کیونکہ اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو
پاک اور سعید ہیں اور اللہ پاک اور صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"[9]

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اس کا ترجمہ مصنف نے یوں نقل کیا:

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 14

7۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۱۱۰

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 110

8۔ سورۃ العلق: ۱۔۵

Surat Al-'Alaq: 1-5

9۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص۲۰۶

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p.206

"اے لوگو! میں نے تمہیں مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے بنائے۔ اس لیے کہ ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ خدا سب کے عیب وثواب اور ظاہر و باطن سے واقف ہے۔"[10]

الغرض مصنف نے آیات قرآنی سے بہت کم استدلال کیا ہے۔ صرف چند مقامات ہی ہیں جہاں قرآنی آیات کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

3. احادیثِ مبارکہ سے استدلال

مصنف سوامی لکشمن نے اکثر مقامات پر ادعیہ نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کے فرامین کو نقل کیا ہے۔ مثال کے طور جب حضرت عائشہ نے نبی کریم ﷺ کے حضرت خدیجہ کو یاد فرمانے پر کہا کہ کیا آپ ﷺ کو اللہ نے ایک بہتر بیوی نہیں دی؟ پھر بھی آپ ایک بزرگ خاتون کو یاد کرتے ہیں اس پر نبی کریم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا اس کو ان الفاظ میں نقل کیا۔

"ہرگز نہیں جب میں افلاس کے صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا تھا اس نے مجھ سے شادی کر کے مجھے دولت و ثروت کی لالہ کار وادیوں میں محو گل گشت کیا۔ جب دنیا مجھ پر کذب افترا کا الزام لگا رہی تھی اس نے میری تصدیق کی۔ جب اور لوگ میرے بصیرت افروز پیغام کی دھجیاں اڑانے کی کوشش کر رہے تھے اس نے میرے پیغام کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔"[11]

اسی طرح نبی کریم ﷺ مدینہ کے قبائلِ قریش کے سرداران کو جو نصیحت فرمائی اسے مصنف نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

---

[10]۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۳۹۵

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 395

[11]۔ ایضا، ص ۹۳

Ibid ,p.93

"خدا کی زمین پر فتنہ و فساد برپا نہ کرو اپنے زیر اثر لوگوں کو امن و سکون کی ترغیب دو۔ بے کسوں اور زیر دستوں کے خون سے صحرائے عربستان کی ریت داغدار مت بناؤ۔ اگر تمہارا طرزِ عمل بندگان خدا سے شریفانہ اور دوستانہ رہا تو ہم بھی تم سے شریفانہ اور دوستانہ برتاؤ کریں گے۔"[12]

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے جو ارشاد فرمایا اسے مصنف نے اا لفاظ میں نقل کیا۔

"اے مسلمانو! اپنے بعد تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گے تو کبھی صراط مستقیم سے نہ بھٹکو گے۔"[13]

4. اشعار سے استدلال

سوامی لکشمن نے نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کو بیان کرنے میں آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ سے استفادہ کیا ہے وہیں اس نے اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ گویا سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو شعری انداز سے بیان کیا ہے۔ مصنف نے کتاب میں صرف اردو اشعار نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حالات اور واقعہ کی مناسبت سے عربی، فارسی اور ایک آدھ انگریزی اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ مثال کے طور پر سوامی لکشمن جب عہدِ جاہلیت کے حالات کی منظر کشی کرتا ہے تو وہیں ایک نعت نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ رسالت مآب میں بطور ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ جس کا عنوان شمع حرم ہے۔ اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

ے

یاد ایام کہ بزم طور تھی ہستی مری | اک شعاع قدس سے آباد تھی بستی مری
سوز عشق احمدی ﷺ سے دل مرا لبریز تھا | خندہ زان تھی اوج مہر و ماہ پر پستی مری
ساز کے تاروں میں لہراتے ہیں پردے جس طرح | یوں فضائے عشق میں آوارہ تھی ہستی مری
جس کے دو دادلے سے پروانے تھے سلمان و بلالؓ | ہاں وہ موجِ شعلہ الہام تھی ہستی مری[14]

---

[12] ۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۲۱۸

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 218

[13] ۔ ایضاً، ص ۴۰۷

Ibid.p.407

[14] ۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۴۳

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p.43

اسی طرح لکشمن پرشاد نے جب نبی کریم ﷺ کے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کا واقعہ بیان کیا تو اس وقت نبی کریم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات کو عربی اشعار میں یوں بیان کیا۔

ے
وما احسنت عيني من الناس غيركم — ولالذتي قلبي حبيب سواكم
وما غيركم في الحب يسر مهجتي — وان شئتم تغيش قلبي فهاكم[15]

طائف کے ظلم و ستم پر نبی کریم ﷺ نے اللہ رب العزت کے حضور جو دعا فرمائی اس کو بیان کرنے کے بعد مصنف ان اشعار کو اس پیرائے میں نقل کرتا ہے۔

ے
تا ابد یارب ز تو من لطف ہا دارم امید — از تو گر امید بہ برم از کجا دارم امید
زیستم عمرے بسرے چوں دشمنان دشمن مگر — بے وفائی کردہ ام از تو وفا دارم امید[16]

5. مفکرین کی آراء سے استدلال

سوامی لکشمن نے اپنی کتاب میں مسلم مفکرین کی نسبت غیر مسلم مفکرین کی آراء سے استفادہ کیا ہے۔ صرف ایک مقام پر امام طبری کا قول نقل کیا ہے۔

مثال کے طور پر جب مصنف نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کو بیان کرتا ہے تو مغربی مفکر ولیم میور کا قول بطور دلیل کے پیش کرتا ہے کہ صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی نبی کریم ﷺ کے مکارمِ اخلاق کے دلدادہ تھے۔ چنانچہ ولیم میور کی کتاب سے یہ اقتباس نقل کیا۔

> "All the authorities agree in ascribing to the youth of Mohamat a correctness of department and purity of manner rare among the people of Mecca.[17]"

---

[15]۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۸۹

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 89

[16]۔ ایضاً، ص ۱۶۲

Ibid.p.162

[17]۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۹۷

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p.97

لکشمن پرشاد نے ایک اور مقام پر کارلائل کی کتاب سے ایک اقتباس جس میں نبی کریم ﷺ کے معجزات کے بیان میں نقل کیا جس میں کارلائل نے معجزات کے ظہور کے وقت نبی کریم ﷺ کی ذہنی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

> "سفر و حضر میں ہر جگہ محمد ﷺ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے تھے۔ میں کیا ہوں ؟ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا شے ہے ؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں ؟ ۔۔کوہ حرا کی چٹانیں، کوہ طور کی سربفلک چوٹیاں، کھنڈر اور میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب نہیں دیا؟۔۔۔ہرگز نہیں ۔ بلکہ گیند گرداں گردش لیل و نہار ، چمکتے ہوئے ستارے، برستے ہوئے بادل کوئی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔"[18]

مصنف نے جب پہلا غزوہ یعنی غزوہ بدر کے وقوع پزیر ہونے کا سبب بیان کیا تو صرف اس مقام پر امام جریر طبری کا یہ قول نقل کیا۔

> "یہ عمرو بن حضرمی کے قتل کا واقعہ ہی تھا جس نے قریش مکہ کے جذبات غیظ و غضب کی بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل چھڑکا اور اسلام کی پہلی جنگ اور نیز ان تمام جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا جن میں قریش نے مسلمانوں کے مقابل صف آرا ہو کر ریگستانِ عرب کے ذروں کو لالہ زار بنایا۔"[19]

6. کتاب کے ماخذ

کتاب کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے سیرتِ طیبہ کو تالیف کرنے میں امہات کتب سیرت سے استفادہ کیا ہے کیونکہ سیرت طیبہ کے تمام حالات وواقعات کو بیان کرنے میں کسی قسم کی حیل و حجت سے کام نہیں لیا۔یہی وجہ ہے پوری کتاب میں اس نے حقیقت شناسی کے جذبے کو پروان چڑھایا ہے۔

اس کتاب کی تالیف میں جو نقص پایا جاتا ہے اول یہ کہ اگرچہ لکھنے سے قبل بنیادی کتب سے استفادہ کیا لیکن کتاب میں زیادہ ثانوی مصادر کو پیشِ نظر رکھا۔ دوسرا یہ کہ مصنف نے اس میں حوالہ جات درج نہیں کیے۔ اگر کہیں

---

[18]۔ سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص ۱۰۸

Swāmī Lakshman Parshād, *Arab Ka Chānd* ,p. 108

[19]۔ ایضاً، ص۲۳۵

Ibid.p.235

حوالہ جات کا ذکر بھی کیا ہے تو صرف چند ایک مقامات پر اقتباسات نقل کرتے ہوئے کتاب اور مصنف کا نام یا صرف مصنف کا نام ذکر کیا ہے۔

خلاصہ بحث

سیرتِ طیبہ پر ایک ہندو نوجوان سوامی لکشمن پرشاد کی کتاب "عرب کا چاند" اس کے ادبی اور محققانہ انداز کا عظیم شاہکار ہے۔ جس میں غیر متعصب رویہ اختیار کرتے ہوئے سیرتِ مصطفی ﷺ کو منفرد اور دلکش انداز میں قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو احاطہ تحریر میں لاتے ہوئے خالص ادبی منہج اختیار کیا ہے۔ ہر ایک بات کو بہت احتیاط کے ساتھ جامع کلمات میں تحریر کیا ہے۔ نیز بعض مقامات پر دیگر زبانوں یعنی فارسی، عربی اور انگریزی کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس نوجوان کا دل کس قدر عشقِ مصطفی ﷺ سے موجزن تھا۔ اس کتاب کے ذریعہ سے اس نے خوابیدہ اور منجمد دلوں میں احساسات کو تازہ کیا اور اس بات کا یقین دلایا کہ بنی نوع انسان کے لیے اگر کوئی شخص قابل حجت اور لائقِ تحسین و اتباع ہے تو صرف اور صرف نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کا کامل اسوہ ہے۔ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں ہی انسانیت کی بقا ممکن ہے اور اسی میں اس کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔ اس نے یہ واضح کیا ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ صرف مسلمانوں کے نبی نہیں بلکہ پوری نوع انسانیت کے نبی ہیں۔ انسان کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب سے تعلق ہو، اگر وہ سچا اور حق پرست ہے تو کوئی شے اس کے مانع نہیں ہو سکتی کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی تعریف نہ کرے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License